خاتمہ

آخر کتاب میں ہم چند اہم ضروری مسائل عرض کرتے ہیں، جن سے اہل سنت احناف کے دل باغ باغ ہو جاویں، گلشن تقلید کے ایسے پھول سنگھاتے ہیں، جن سے ان کے دماغ ایمان مہک جاویں، کیونکہ وہابی غیر مقلدین کی خشک گفتگو سنتے سنتے دل گھبرا گیا۔

پہلا مسئلہ

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب

غیر مقلد وہابی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے سخت دشمن ہیں۔ ان کے مسائل پر پھبتیاں کستے اور مذاق اڑاتے ہیں۔ ان میں سے بعض نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تاریخ ولادت ''سگ'' اور تاریخ وفات ''بوکم جہاں پاک''، لکھی ہے۔ نعوذ باللہ اسی کے جواب میں بعض، احناف نے کہا: وہابی اور گدھ کے عدد ایک ہی ہیں۔ یعنی ۲۴ گدھ بھی مردار خوار ہے اور یہ لوگ بھی گزرے ہوئے بزرگوں ک تبرائی، غیبت کو قرآن کریم نے مرے بھائی کا گوشت کھانا قرار دیا ہے۔ خیال رہے کہ وہابی کے عدد چوبیس، چوہے کے عدد چوبیس وہابی چوہے کی طرح دین کترتے ہیں، گدھ کی طرح غیبت کر کے مردار کھاتے ہیں۔ مجھے اس سے صدمہ ہوا، دل نے چاہا کہ اس عالی جناب کے کچھ حالات ومناقب مسلمانوں کو سناؤں اور بتاؤں کہ حضرت امام کا اسلام میں کیا درجہ ومنزلت ہے، شاید رب تعالیٰ ان بزرگوں کی مدح خوانی کو میرے لئے کفارۂ سیئات بنادے اور مجھے ان بزرگوں کے غلاموں میں حشر نصیب فرماوے۔ مسلمان اپنے امام کے مناقب سنیں اور ایمان تازہ کریں۔

امام اعظم کا نام ونسب

حضرت امام ابوحنیفہ کا نام شریف نعمان ابن ثابت ابن زوطی ہے۔ حضرت زوطی یعنی امام کے دادا فارسی النسل ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عاشق زار اور آپ کے خاص مقربین بارگاہ میں سے تھے آپ ہی کی محبت سے کوفہ میں قیام اختیار کیا، جو حضرت علی مرتضٰی کا دارالخلافہ تھا۔ حضرت زوطی اپنے فرزند حضرت ثابت کو جو بچہ تھا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے پاس دعا کیلئے لے گئے۔ حضرت علی مرتضٰی نے ثابت کے لیے دعا فرمائی اور بہت برکت کی بشارت دی۔ حضرت امام حضرت علی مرتضٰی کی کرامت وبشارت ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں بغداد میں وفات پائی، خیزران قبرستان میں دفن ہوئے، آپ کی قبر زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ ستر سال عمر شریف ہوئی۔

حضرت امام نے بہت صحابہ کا زمانہ پایا، جن میں سے چار صحابہ سے ملاقات کی، انس ابن مالک جو بصرہ میں تھے، عبداللہ ابن ابی اوفی جو کوفہ میں تھے، سہل ابن سعد ساعدی جو مدینہ منورہ میں تھے ابو طفیل عامر ابن واصلہ جو مکہ معظّمہ میں تھے، اس کے متعلق اور بھی روایات ہیں۔ مگر یہ قول راجح ہے امام اعظم حضرت حماد کے شاگرد رشید اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے تلمیذ خاص اور مخصوص صحبت یافتہ ہیں۔ دو سال تک امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی معیت نصیب ہوئی۔

حضرت امام کو منصور بادشاہ کوفہ سے بغداد لایا۔ پھر آپ سے قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول کرنے کی درخواست کی آپ نے انکار کیا اس پر آپ کو قید کر دیا اور قید میں ہی یہ آفتاب علم و عمل غروب ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ۔

امام اعظم کے مناقب

حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام اعظم کے فضائل و مناقب ہماری حدوعد سے باہر ہیں۔ حضرت امام حضور ﷺ کا زندۂ جاوید معجزہ اور حضرت امیر المومنین علی مرتضٰی حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی نہ مٹنے والی کرامت ہیں۔ امت مصطفویہ کے چراغ، دینی مشکلات کو حل فرمانے والے ہیں۔ الحمدللہ اہل سنت احناف بڑے خوش نصیب ہیں، ہمارا رسول اعظم ﷺ، ہمارا پیر غوث اعظم رضی اللہ عنہ، ہمارا امام، امام اعظم۔ عظمت وعزت ہمارے ہی نصیب میں ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ وکرمہ، ہم تبرک کے لئے چند مناقب عرض کرتے ہیں، حنفی سنیں اور باغ باغ ہوں۔

(۱) حضور سید عالم ﷺ نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی اور فضیلت نہایت اہتمام سے بیان فرمائی چنانچہ مسلم و بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، ابو نعیم، شیرازی، طبرانی نے قیس ابن ثابت ابن عبادہ سے روایت کی:

لو کان الایمان عند الثریا لتناولہٗ رجال من ابناء فارس وفی روایۃ البخاری والمسلم والذی نفی بیدہٖ لو کان الدین معلقا بالثریا لتناولہٗ رجل من فارس ٥

ترجمہ: اگر ایمان ثریا تارے کے پاس ہوتا تو فارسی اولاد میں سے بعض لوگ وہاں سے لے آتے۔

مسلم بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر دین ثریا تارے میں لٹکا ہوتا تو فارس کا ایک آدمی اسے حاصل کرلیتا۔

بتاؤ فارسی النسل میں اس شان کا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے سوا کون ہوا؟

(۲) علامہ ابن حجر مکی شافعی رضی اللہ عنہ نے حضرت امام اعظم کے فضائل میں ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام ہے: ''**خیرات الحسان فی ترجمة ابی حنیفة النعمان**'' اس میں ایک حدیث نقل فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائةO

ترجمہ: سنہ ڈیڑھ سو میں دنیا کی زینت اٹھالی جاوے گی۔

سنہ ڈیڑھ سو میں حضرت امام اعظم کی وفات شریف ہے۔معلوم ہوا کہ امام اعظم دنیائے شریعت کی زینت، شریعت کی رونق علم وعمل کی زیبائش تھے، امام کروری نے فرمایا، کہ اس حدیث سے حضرت امام ابوحنیفہ کی طرف ہی اشارہ ہے۔

(۳) حضرت امام اعظم دنیائے اسلام میں پہلے وہ عالم دین ہیں، جنہوں نے فقہ اور اجتہاد کی بنیاد رکھ کر ساری امت رسول پر احسان عظیم فرمایا باقی تمام ائمہ جیسے امام شافعی، امام مالک، امام احمد ابن حنبل وغیرہم رضی اللہ عنہم نے اسی بنیاد پر عمارت قائم کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں جو اچھا و نیک طریقہ ایجاد کرے اسے اپنا بھی ثواب ملے گا اور تمام عمل کرنے والوں کا بھی۔

(۴) حضرت امام اعظم تمام فقہاء محدثین کے بلا واسطہ یا بالواسطہ استاذ ہیں، یہ تمام حضرات امام اعظم کے شاگرد چنانچہ امام شافعی حضرت امام محمد کے سوتیلے بیٹے اور ان کے شاگرد ہیں، ایسے ہی امام مالک نے حضرت امام کی تصنیفات سے فیض حاصل کیا، نیز امام بخاری محدثین کے استاد ہیں اور امام بخاری کے بہت استاد و شیخ حنفی ہیں۔ گویا آسمان علم کے سورج امام اعظم ہیں باقی علماء تارے۔

(۵) امام اعظم رحمۃ کے بلا واسطہ شاگرد ایک لاکھ سے زیادہ ہیں۔ جن میں سے اکثر مجتہد ہیں۔ جیسے امام محمد، امام ابو یوسف، امام زفر، امام ابن مبارک جو دنیائے علم کے چمکتے ہوئے تارے ہیں حضرت امام محمد صاحب نے نو سونوے دینی شاندار کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے چھ کتابیں بڑے پائے کی ہیں۔ جنہیں کتب ظاہر الروایت کہا

جاتا ہے۔اور یہ تمام کتب فقہ کی اصل مانی جاتی ہیں۔

(۶) تمام نبیوں کے سردار چار نبی ہیں، آسمانی صحیفوں کی سردار چار کتب، فرشتوں کے سردار چار فرشتے، صحابہ میں افضل واعلیٰ چار یار، علمائے مجتہدین میں افضل چار امام، پھران چار نبیوں میں حضور افضل، چار کتابوں میں قرآن افضل، چار فرشتوں میں حضرت جبریل افضل، چار یار میں ابوبکر صدیقہ افضل، چار اماموں میں امام اعظم افضل، اسی لئے امام شافعی نے فرمایا کہ تمام فقہاء ابوحنیفہ کی اولاد ہیں، وہ ان سب کے والد۔

(۷) امام اعظم جیسے آسمان علم کے سورج ہیں ویسے ہی میدان عمل کے شہ سوار، چنانچہ آپ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی، چالیس سال ایسے روزے رکھے کہ کسی کو خبر نہ ہوئی، گھر سے کھانا لائے، باہر طلباء کو کھلا دیا۔گھر والے سمجھے کہ باہر جا کر کھایا، باہر والے سمجھے کہ گھر میں کھا کر تشریف لائے۔ ہمیشہ ماہ رمضان میں اکسٹھ قرآن کریم ختم کرتے تھے، ایک قرآن دن میں، ایک رات میں ایک سارے مہینہ میں تراویح میں مقتدیوں کے ساتھ پچپن حج کیئے۔

(۸) امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مزار پرانور قبول دعا کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی قدس سرہ، فرماتے ہیں، کہ جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں بغداد شریف میں امام اعظم کے مزار شریف پر حاضر ہوتا ہوں، دو رکعت نفل پڑھ کر امام اعظم کی قبر شریف کی برکت سے دعا کرتا ہوں بہت ہی جلد حاجت پوری ہوتی ہے امام شافعی جب امام اعظم قدس سرہ، کی قبر انور پر حاضر ہوتے۔تو حنفی نماز پڑھتے تھے، کہ قنوت نازلہ نہ پڑھتے تھے۔کسی نے پوچھا اس کی وجہ کیا ہے فرمایا کہ اس قبر والے کا احترام وادب کرتا ہوں۔(شامی)

خیال رہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ امام شافعی بغداد میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار کے ادب میں سنت ترک فرمادیتے تھے، مطلب یہ ہے کہ کوئی امام یا مقلد یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میں برحق ہوں، دوسرے ائمہ غلطی پر بلکہ اپنے حق ہونے کا ظن غالب کرتا ہے یہ بھی کہتا ہے کہ شاید دوسرے امام کا قول حق ہو، عقائد میں یقین ہے اور ائمہ کے اختلافی مسائل میں ہر ایک کو ظن غالب ہے۔تو گویا حضرت امام شافعی نے یہاں حاضر ہو کر اس پر عمل کیا جسے امام اعظم سنت سمجھتے ہیں اس میں ایک سنت کا ترک دوسری سنت پر عمل ہے لہٰذا اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

(۹) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سو بار رب تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔آخری بار جو دعا رب سے پوچھی اور رب نے جو جواب دیا وہ ردالمحتار میں تفصیل وار درج ہے۔

(۱۰) امت محمدیہ کے بڑے بڑے اولیاء اللہ، غوث وقطب، ابدال، اوتاد حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے دامن سے وابستہ ہیں اور آپ کے مقلد ہیں، جس قدر اولیاء مذہب حنفی میں ہیں دوسرے مذہب میں نہیں، چنانچہ حضرت ابراہیم ابن ادھم، شقیق بلخی، معروف کرخی، حضرت بایزید بسطامی، فضیل ابن عیاض خراسانی، داؤد ابن نصر، ابن نصیر ابن سلیمان طائی، ابو حامد لفاف خزردی بلخی، خلف ابن ایوب، عبداللہ ابن مبارک ولی، فقیہ، محدث۔ وکیع ابن جراح، شیخ الاسلام ابوبکر ابن وراق ترمذی جیسے سرداران اولیاء حنفی ہی ہیں، اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دامن سے وابستہ ہیں، غرضیکہ حضرت داتا گنج بخش ہجویری جن کا آستانہ مرجع خلائق ہے، حنفی تھے، آپ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں حضرت امام اعظم کے بڑے فضائل کشف سے بیان فرمائے اسی طرح تمام چشتی، قادری نقشبندی، سہروردی مشائخ سب حنفی ہیں۔

(۱۱) حضرت امام اعظم کا مذہب حنفی عالم میں اتنا شائع ہوا، اتنا پھیلا کہ جہاں اسلام ہے، وہاں مذہب حنفی ہے ۔اکثر مسلمان حنفی ہیں، حرمین طیبین میں اکثر حنفی بلکہ دنیائے اسلام کے بعض خطے ایسے بھی ہیں جہاں صرف حنفی مذہب ہی ہے، دوسرے مذہب کو عوام جانتے بھی نہیں، جیسے بلخ، بخارا، کابل، قندھار تقریباً سارا ہندوستان اور پاکستان کہ یہاں شافعی، حنبلی، مالکی دیکھنے میں نہیں آئے، کچھ غیر مقلد وہابی جو کہیں کے نہیں وہ دیکھے جاتے ہیں مگر یہ مٹھی بھر جماعت ایسی گم ہے کہ اس کا ہونا نہ ہونے کی طرح ہے۔ اس مقبولیت عامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظم مقبول بارگاہ الٰہی ہیں اور مذہب حنفی عنداللہ محبوب ہے۔

(۱۲) امام اعظم کے مخالفین نے بھی امام اعظم کے فضائل ومناقب میں بہت عظیم الشان کتابیں لکھیں چنانچہ علامہ ابن حجر مکی نے **خیرات الحسان فی ترجمة ابی حنیفة النعمان** لکھی اور سبط ابن جوزی نے کتاب **الانتصار الامام ائمة الامصار** دوجلدوں میں لکھی، امام جلال الدین سیوطی شافعی نے **تبیض الصحیفة فی المناقب ابی حنیفه** لکھی، علامہ یوسف ابن عبدالہادی حنبلی نے **تنویر الصحیفه فی ترجمة ابی حنیفه** تحریر فرمائی۔ جس میں ابن عبداللہ کا قول نقل فرمایا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ جیسا عالم، فقیہ متقی بہترین نہ دیکھا۔ غرضیکہ امت مرحومہ حضرت امام ابوحنیفہ قدس سرہ، کے فضل وکمال کے گواہ ہیں۔ اگر مٹھی بھر وہابی ان کی شان میں بکواس کریں تو کیا اعتبار، اگر چمگاڈر سورج کو برا کہے تو سورج سیاہ نہیں ہو جاتا، جیسے آج روافض حضرات صحابہ پر طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ ایسے ہی وہابی غیر مقلد حضرات امام رضی اللہ عنہ پر۔

(۱۳) تمام ائمہ مجتہدین میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت قریب ہے، کہ آپ کی ولادت پاک ۸۰ ہجری میں ہے آپ تابعی ہیں۔ آپ نے چار صحابہ سے ملاقات روایت کی۔ جنھوں نے آپ کی تابعیت کا انکار کیا محض تعصب سے کیا، یہ کیسے ہوسکتا ہے، کہ سیدنا عبداللہ ابن ابی اوفی جیسے صحابی امام اعظم کے زمانہ کوفہ میں ہوں اور حضرت امام ان سے نہیں ملیں! آج بزرگوں سے ملنے دنیا کھچی آتی ہے۔ صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا۔ بہر حال آپ تابعی ہیں اور آپ کو صحیح حدیثیں حضور سے ملیں، خیر القرون میں ہوئے۔

خیال رہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۸۰ ہجری میں ہے، وفات ۱۵۰ ہجری میں، عمر شریف ستر سال، مزار شریف بغداد میں، امام مالک کی ولادت ۹۰ ہجری میں، وفات ۱۷۹ ہجری میں، عمر شریف ۹۸ سال، مزار شریف مدینہ منورہ میں، امام شافعی کی ولادت شریف ۱۵۰ھ میں وفات ۲۰۴ھ عمر شریف ۵۴ سال، آپ امام اعظم کی وفات کے دن پیدا ہوئے، امام احمد ابن حنبل کی ولادت شریف ۱۶۵ھ میں، وفات ۲۴۱ھ میں، عمر شریف ۷۷ سال۔

(۱۴) حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اہل بیت نبوت سے خاص فیوض و برکات حاصل کئے جو دوسرے ائمہ کو حاصل نہ ہوئے۔ کیونکہ امام اعظم حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی مجلس پاک میں دو سال حاضر رہے، خود فرماتے ہیں۔ لو لا الثنتان لهلك النعمان ''اگر وہ دو سال نہ ملتے تو نعمان یعنی میں ہلاک ہو جاتا''۔

(۱۵) حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق کے مظہر اتم ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ اول ہیں اور امام اعظم حضور کی امت کے مجتہد اول۔ صدیق اکبر جامع قرآن ہیں، امام اعظم جامع مسائل فقہ اور قواعد دینیہ ہیں۔ حضرت صدیق اکبر نے حضور کے بعد پہلے عدل و انصاف کے قوانین خلافت کی بنیاد رکھی، امام اعظم نے اجتہاد اور تفقہ کی بنیاد رکھی۔ ابو بکر صدیق نے امت مصطفوی کی بروقت مدد و اعانت کی کہ انہیں اختلاف سے بچا لیا، شیرازہ بکھرنے نہ دیا، امام اعظم نے مسلمانوں کی اتنی بڑی مدد کی کہ انہیں کفر والحد و زندقہ کی آندھیوں سے بچا لیا۔ آج ان کے اجتہاد علمی کی برکت سے امت مسلمہ کفار و مرتدین کے فتنوں سے محفوظ ہے۔

(۱۶) جیسے حضور غوث اعظم تمام اولیاء اللہ کے سردار ہیں کہ سب کی گردن پر حضور غوث پاک کا قدم ہے، آپ طریقت کے امام اول ہیں کسی نے کیا خوب کہا:

غوث اعظم درمیان اولیاء — چوں جناب مصطفی در انبیاء

ایسے ہی امام اعظم تمام علماء کے سردار ہیں کہ تمام علماء آپ کے زیر سایہ ہیں اسی لئے طریقت کے امام اول کا

لقب غوث اعظم ہوا اور شریعت کے امام اول کا لقب امام اعظم، بغداد شریف مجمع بحرین ہے کہ دونوں امام وہاں آرام فرما ہیں۔

دوسرا مسئلہ

تقلید کی اہمیت

ہم نے رب تعالیٰ کے فضل وکرم سے جاء الحق حصہ اول میں مسئلہ تقلید بہت تفصیل سے لکھ دیا ہے، جس کا جواب آج تک وہاں غیر مقلدین سے نہ بن سکا اگر شوق ہو تو وہاں مطالعہ فرماویں، اس جگہ کی تکمیل کے لئے کچھ بطور اختصار تقلید کی ضرورت، تقلید کے فوائد، تقلید نہ کرنے کے نقصانات عرض کیے جاتے ہیں، رب تعالیٰ قبول فرماوے آمین۔

خیال رہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واکمل التحیۃ میں بعض وہ خوش نصیب لوگ ہیں جنہیں حضور سید عالم ﷺ کی صحبت میسر ہوئی، اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیدار یار کیا وہ حضرات آسمان نبوت کے تارے، ساری امت کے ہادی وامام ہیں۔ ان کے حق میں خود انور ﷺ نے بشارت دی:

اصحابی کالنجوم فباتیھم اقتدیتم اھتدیتم ہ

ترجمہ: میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پا جاؤ گے۔

رب تعالیٰ نے انہیں اپنے حبیب ﷺ کی صحبت پاک کی برکت سے گمراہی، بدعقیدگی، فسق وفجور سے محفوظ ومامون رکھا، خود ارشاد فرماتا ہے:

والزمھم کلمۃ التقوٰی وکانوٓا احق بھا واھلھا ہ (فتح:۲۶)

ترجمہ: رب تعالیٰ نے ان صحابہ پر پرہیز گاری کا کلمہ لازم فرمایا اور وہ اس کے مستحق ہیں۔

دوسری جگہ صحابہ کرام کو مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیانہ (حجرات:۷)

ترجمہ: اے صحابہ کرام! رب نے کفر وفسق اور گناہوں سے تمہارے دلوں میں نفرت ڈال دی۔

اور تمام صحابہ سے رب نے جنتی ہونے کا وعدہ فرمالیا کہ ارشاد فرمایا:

وکلا وعداللہ الحسنٰیہ (النساء:۹۵)

ترجمہ: رب نے سارے صحابہ سے جنت کا وعدہ فرمالیا۔

بلکہ رب تعالیٰ نے جماعت صحابہ کو تمام جہان کے ایمان کا معیار بتایا کہ جس کا ایمان ان کی طرح ہو وہ مومن ہے جس کا ایمان ان کے خلاف ہو وہ بے دین ہے کہ فرمایا:

فان اٰمنوا بمثل مآ اٰمنتم بہٖ فقد اھتدوا (بقرہ:۱۳۷)

ترجمہ: اگر یہ لوگ تمہارے ایمان کی طرح ایمان لاویں تو ہدایت پر ہوں گے۔

اگر صحابہ کرام کے فضائل ومراتب دیکھنا ہوں تو ہماری کتاب ''امیر معاویہ پر ایک نظر'' کا مطالعہ کریں۔ بہرحال حضور کی صحبت شریف کی برکت سے صحابہ کرام کے دل روشن اور سینے نورانی تھے، وہ حضرات فرش پر قدسی صفات کے حامل تھے۔ نہ ان میں دینی جھگڑے تھے نہ بہت سے فرقے، نہ مذہبی اختلاف، نہ فتنے وفساد، لہٰذا اس خیر القرون کو باقاعدہ تقلید کی ضرورت نہ تھی۔ وہ تمام جہاں کے امام تھے وہ کس کی تقلید کرتے۔

بعد میں مسلمانوں میں مذاہب کا اختلاف، خیالات کا انتشار، مسائل کی فراوانی، فلسفہ ومنطق کا الحاق پیدا ہوا، تب علماء ملت نے قرآن وحدیث سے مسائل استنباط فرمائے۔ دین محمدی کے جزئیات کو آئینہ کی طرح صاف فرمادیا۔ امت نے محسوس کیا کہ اب تقلید ائمہ کے بغیرہ چارہ نہیں غرضیکہ بعد کے مسلمان تین قسم کے ہوگئے، عوام، علماء، مجتہدین۔ عوام نے علماء کی پیروی اور علماء نے ائمہ مجتہدین کی تقلید کو لازم وضروری سمجھا، یہ تقلید واجتہاد ضروریات زمانہ کے لحاظ سے لازم ہوئی۔

اس کی مثال یوں سمجھو کہ اولاً جب تک ضرورت پیش نہ آئی صحابہ کرام نے قرآن کریم بھی کتاب شکل میں جمع نہ فرمایا، عہد عثمانی میں جب ضرورت پڑی تو قرآن کتاب شکل میں جمع ہوا۔ پھر بہت عرصہ کے بعد قرآن میں زیر زبر لگائے گئے۔ پھر بہت عرصہ کے بعد اس میں رکوع سپارے مرتب کئے گئے۔ کسی صحابی نے جمع حدیث اور حدیث کی اقسام واحکام بنانے کی ضرورت محسوس نہ فرمائی، بخاری ومسلم وغیرہ عہد صحابہ کے بعد کی کتابیں ہیں، غرضکہ دینی ضرورتیں بڑھتی گئیں، یہ چیزیں بنتی گئیں۔ یہ ہی حال ائمہ کی تقلید کا ہے، جیسے آج یہ نہیں کہا جاسکتا، کہ قرآن کا جمع، اعراب سپارے بنانا، علم حدیث اور کتب حدیث، بدعت ہیں، عہد نبوی یا عہد صحابہ میں نہ تھے ایسے ہی یہ بھی کہنا حماقت ہے کہ تقلید ائمہ اور علم فقہ بدعت ہے، عہد صحابہ میں اس کا رواج نہ تھا۔ آج اگر جمع شدہ قرآن اور مسلم بخاری ضروری ہیں۔ تو اماموں کی تقلید بھی لازم ہے، ہم اس جگہ نہایت اختصار سے تقلید کی اہمیت قرآن، حدیث عمل امت اور عقلی

دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔ سنئے اور ایمان تازہ کیجئے رب فرماتا ہے:

(۱) فسئلوٓا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون○(انبیاء:۷)

ترجمہ: پھر اگر تم نہ جانتے ہو تو علم والوں سے پوچھو۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ دینی بات میں اپنی اٹکل نہ لگائے ناواقف کو ضروری ہے کہ واقف سے پوچھے، جائل عالم سے پوچھے۔ غیر مجتہد عالم مجتہد علماء سے دریافت کریں۔ اس ہی کا نام تقلید ہے۔

(۲) یآیھا الذین اٰمنو اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم○(النساء:۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور اپنے میں سے امر والے علماء کی۔

قرآن کریم پر عمل اللہ کی اطاعت ہے؟ حدیث شریف پر عمل حضور کی فرمانبرداری اور فقہ پر عمل اولی الامر کی اطاعت ہے، یہ تینوں اطاعتیں ضروری ہیں، امام رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا کہ یہاں اولوالامر سے مراد علماء دین ہیں نہ کہ سلاطین، کیونکہ بادشاہوں پر علماء کی اطاعت بہر حال ضروری ہے، مگر علماء پر بادشاہوں کی اطاعت ہر حال میں واجب نہیں، صرف انہی احکام میں واجب ہے جو شریعت کے موافق ہوں ایسے ہی حکام وسلاطین، علماء سے احکام حاصل کریں گے۔

(۳) والسبقون الاولون من المھٰجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان لا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ○(توبہ:۱۰۰)

ترجمہ: اول سبقت کرنے والے مہاجرین اور انصار اور وہ جنہوں نے ان کی اتباع کی، اللہ ان سے راضی ہوا یہ اللہ سے راضی۔

اس سے پتا لگا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی تین جماعتوں سے راضی ہے۔ مہاجرین، انصار اور تا قیامت ان کی اتباع وتقلید کرنے والے مسلمان۔ غیر مقلدان تینوں جماعتوں سے خارج کیونکہ نہ تو وہ مہاجر صحابی ہیں نہ انصاری، اور نہ ان کے مقلد۔ ان کے نزدیک تقلید شرک ہے۔

(۴) واتبع سبیل من اناب الی○(لقمان:۱۵)

ترجمہ: اس کی راہ چلو جو میری طرف رجوع لایا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ کے مقبول بندوں کا راستہ اختیار کرے چاروں امام خود بھی اللہ کے مقبول بندے ہیں اور تمام اولیاء علماء صالحین مومنین ان کے مقلد، لہٰذا تقلید مقبولوں کا راستہ ہے غیر مقلدیت وہابیت، مردودوں کا راستہ ہے۔

(۵) یآیھا الذین اٰمنو اتقوا اللہ و کونوا مع الصدقینo(توبہ:۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

معلوم ہوا کہ صرف ہمارا تقویٰ و پرہیز گاری بخشش کے لئے کافی نہیں، پرہیز گاری کے ساتھ اچھوں کی سنگت بھی لازم ہے، ورنہ راستہ میں ڈکیتی کا اندیشہ ہے چاروں امام اچھے ہیں، اور امت کے سارے اچھوں نے تقلید کی۔ سارے اولیاء علماء، محدثین مفسرین مقلد گزرے، غیر مقلدوں میں اگر کوئی ولی گزرا ہو تو دکھا دو، جس شاخ میں پھل پھول پتے نہ لگیں وہ چولہے کے لائق ہوتی ہے کیونکہ اس کا تعلق جڑ سے ٹوٹ چکا ہے۔ ایسے ہی جس فرقہ میں اولیاء اللہ نہ ہوں، وہ دوزخ کے قابل ہے، کیونکہ اس کا تعلق حضور ﷺ سے ٹوٹ چکا ہے۔

(۶) اھدنا الصراط المستقیمo صراط الذین انعمت علیھمo(فاتحہ)

ترجمہ: ہم کو ہدایت دے سیدھے راستہ کی ان کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سیدھے راستہ کی پہچان یہ ہے کہ اس پر اولیاء اللہ، علماء صالحین رحمہم اللہ ہوں دیکھو سارے اولیاء صالحین مقلد ہیں، حضور غوث پاک، خواجہ اجمیری، خواجہ بہاؤالدین نقشبندی امام ترمذی وغیرہ جیسے پایہ کے بزرگ مقلدین گزرے، لہٰذا تقلید سیدھا جنت کا راستہ ہے۔ اور وہابیت غیر مقلدیت ٹیڑھا راستہ جو دوزخ تک پہنچائے گا۔

(۷) ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہٗ الھدٰی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہٖ ما تولی و نصلہٖ جھنم o(النساء:۱۱۵)

ترجمہ: جو کوئی ہدایت ظاہر ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کی راہ کے علاوہ دوسرا راستہ اختیار کرے جدھر وہ پھرے گا ہم ادھر ہی پھیر دینگے اور اسے دوزخ میں پہنچائیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو سزا حضور کی مخالفت کرنے والے کفار کی ہے، وہ ہی سزا ان کلمہ گو بے دینوں کی بھی ہے جو مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائیں، تقلید عام مسلمانوں کا راستہ ہے۔ غیر مقلد ان سب سے علیحدہ وہ اپنا انجام سوچ لیں۔

(۸) وكذٰلك جعلنٰكم امة وسطالتكونو اشهدآء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيداo (بقرہ:۱۴۳)

ترجمہ: اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور نبی تمہارے گواہ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان رب تعالیٰ کے دنیا و آخرت میں گواہ ہیں، جس آدمی یا جس راستہ یا جس مسئلہ کو عام مسلمان اچھا کہیں واقعی اچھا ہے اور جس کو برا کہیں وہ واقع میں برا۔ عام دیکھ لو مسلمان تقلید کو اچھا کہتے ہیں، مقلد ہیں اور غیر مقلدوں کو برا جانتے ہیں۔ لہٰذا تقلید ہی اچھا راستہ ہے اور مقلدین اچھی جماعت۔

احادیث شریفه

اس بارے میں احادیث بہت ہیں کچھ بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں:

حدیث ۱: ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

اتبعوا السواد الاعظم فانهٗ من شذشذ فی النارo (مشکوٰۃ)

ترجمہ: بڑے گروہ کی پیروی کرو کیونکہ جو مسلمانوں کی جماعت سے الگ رہا وہ دوزخ میں علیحدہ ہی جاوے گا۔

معلوم ہوا کہ ہر مومن کو مسلمانوں کی بڑی جماعت کے ساتھ رہنا چاہئے جماعت سے علیحدگی دوزخ میں جانے کا راستہ ہے، عامۃ المسلمین مقلد ہیں۔ غیر مقلد اپنا انجام سوچ لیں۔

حدیث ۲ تا ۴: مسلم، ترمذی، احمد نے حضرت حارثہ اشعری سے روایت کی:

من خرج من الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقهٖo

ترجمہ: جو شخص بالشت برابر جماعت سے نکل گیا۔ اس نے اسلام کا پٹا اپنی گردن سے اتار دیا۔

حدیث ۵: مسلم و بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الايمان ليارز الى المدينة كما تارز الحية الٰى جحرهاo

ترجمہ: فرمایا نبی ﷺ کہ ایمان مدینہ منورہ کی طرف ایسا سمٹ آوے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ کی

طرف (مشکوٰۃ باب الاعتصام)۔

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ ہمیشہ سے اسلام کا مرکز ہے اور رہے گا۔ وہاں انشاء اللہ کبھی شرک نہ ہوگا۔ الحمد للہ کہ سارے حجاز خصوصاً مکہ معظّمہ و مدینہ میں سارے مسلمان مقلد تھے اور مقلد ہیں وہاں غیر مقلد ایک بھی نہیں۔ نذیر حسین دہلوی، شریف حسین کے زمانہ میں حرمین شریفین گئے، غیر مقلدیت کی وجہ سے گرفتار کر لئے گئے وہاں تقیہ کر کے مقلد بن کر جان چھڑائی۔ پھر ہندوستان آ کر غیر مقلد کہتے ہوئے ڈرتے ہیں، اپنے کو حنبلی کہتے ہیں۔ اگر تقلید شرک ہوتی تو حرمین طیبین اس سے پاک وصاف رہتے۔

حدیث ۶: امام احمد نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ و القاصیۃ و الناحیۃ ایاکم و الشعاب وعلیکم بالجماعۃ و العامۃ ٥ (مشکوٰۃ باب الاعتصام)

ترجمہ: فرمایا نبی ﷺ نے کہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔ جیسے بھیڑ یا ریوڑ سے علیحدہ رہنے والی یا کنارہ والی یا بچھڑ جانے والی کا شکار کرتا ہے ایسے ہی شیطان جماعت مسلمین سے الگ رہنے والے کا شکار کرتا ہے، تم گھاٹیوں سے بچو، جماعت اور عامۃ المسلمین کے ساتھ رہو۔

حدیث ۷: لاتجعمع امتی علی الضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ فان من شذ شذ فی النار ٥ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: میری امت گمراہی پر کبھی متفق نہ ہوگی، جماعت پر اللہ کی رحمت ہے، جو جماعت سے الگ رہا وہ دوزخ میں الگ ہو کر جاوے گا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی نجات کی صرف یہ صورت ہے کہ اپنے عقائد عامۃ المسلمین کے سے رکھے جو جماعت مسلمین سے الگ رہا شیطان کے شکار میں آ گیا، عام جماعت مسلمین مقلد ہے۔ لہٰذا غیر مقلد رہنا جماعت مسلمین سے علیحدگی ہے۔

عمل مسلمین

ہمیشہ سے ہر طبقہ کے مسلمان مقلد ہوئے، محدثین، مفسرین، فقہاء، اولیاء اللہ ان میں کوئی غیر مقلد وہابی نہیں،

چنانچہ امام قسطلانی اور تاج الدین سبکی نے صراحۃ، امام نووی نے اشارۃ فرمایا کہ امام بخاری شافعی ہیں، ترمذی ابوداؤد، نسائی، دارقطنی وغیرہ تمام محدثین شافعی ہیں۔ طحاوی وامام زیلعی، عینی شارح بخاری، طیبی، علی قاری، عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ ہم تمام محدثین حنفی ہیں۔

تفسیر کبیر، تفسیر خازن، بیضاوی، جلالین، تنویر المقباس والے سارے مفسرین شافعی ہیں۔ تفسیر مدارک، تفسیر صاوی والے سارے مفسرین حنفی، فقہا اور اولیاء اللہ سارے کے سارے مقلد ہیں اور عام اولیاء حنفی ہیں، جیسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، غیر مقلد وہابی سوچیں کہ ان میں کتنے محدث، کتنے مفسر، کتنے فقہاء کتنے اولیاء ہیں، ان کی جڑ کس زمین پر قائم ہے اور وہ کس درخت کی شاخ یا کس شاخ کا پھل ہیں۔

عقلی دلائل

عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ تقلید اشد ضروری فریضہ ہے اور غیر مقلدیت نجدیت زہر قاتل ہے، ایمان کے لئے سخت خطرناک ہے چند وجوہ سے:

ایک یہ کہ قرآن وحدیث مسائل نکالنے کے لئے آسان نہیں، ان سے مسائل کا استنباط سخت دشوار ہے، اسی لئے رب تعالیٰ نے قرآن سکھانے کے لئے اتنے بڑے رسول اللہ ﷺ کو بھیجا اگر اسے سمجھنے کے لئے صرف عقل انسانی کافی ہوتی تو اس کی تعلیم کے لئے حضور سید الانبیاء نہ بھیجے جاتے، فرماتا ہے:

یعلمھم الکتٰب والحکمۃ ○ (بقرہ:۱۲۹)

ترجمہ: وہ رسول مسلمانوں کو قرآن وحکمت سکھاتے ہیں۔

جیسے قرآن سمجھانے کے لئے حضور بھیجے گئے ایسے ہی حدیث سمجھانے کیلئے ائمہ مجتہدین پیدا فرمائے گئے۔ جو لوگ آج تقلید سے منہ پھیرے ہوئے ہیں وہ قرآن وحدیث میں ایسی ٹھوکریں کھاتے ہیں خدا کہ پناہ۔ میں نے بڑے بڑے غیر مقلد وہابیوں کو بارہا اعلان کیا کہ حدیث سمجھنا تو کیا تم صرف یہ ہی بتادو کہ حدیث اور سنت میں فرق کیا ہے۔ حدیث کسے کہتے ہیں اور سنت کسے، تم اپنے کو اہل حدیث کہتے ہو، ہم اہل سنت ہیں۔ بتاؤ تم میں ہم میں فرق کیا ہے۔ مگر یہ فرق حدیث سے ثابت کیا جاوے، آج تک نہ بتا سکے اور انشاء اللہ قیامت تک نہ بتا سکیں گے۔ ہمارا اعلان عام ہے کہ آج بھی کوئی وہابی صاحب تکلیف کر کے جواب دیں، حدیث سمجھنا اس سے مسائل نکالنا تو ان بیچاروں کو نصیب ہی کہاں۔ صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کی چار حدیثیں بے سمجھے رٹ لیں، اور اہل حدیث بن گئے حدیث سمجھنا تو خدا

کے فضل سے مقلدوں کا ہی کام ہے۔ اگر فہم حدیث کا لطف اٹھانا ہے تو ہمارے حاشیہ بخاری عربی یعنی نعیم الباری کا مطالعہ فرماؤ جس میں بفضلہٖ تعالیٰ ایک ایک حدیث سے آٹھ آٹھ دس دس مسائل کا استنباط کیا ہے کہ ایمان تازہ ہو جاتا ہے، بطور مثال ایک عام مشہور مختصر سی حدیث پیش کرتا ہوں۔

احد جبل یحبنا و نحبہo

ترجمہ: احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے، ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

ہم نے حسب ذیل مسائل شریعت وطریقت کے مستنبط کئے:

(۱) حضور کی محبوبیت صرف انسانوں سے خاص نہیں، بے عقل جانور بے جان لکڑی پتھر بھی حضور کے چاہنے والے ہیں۔ حسن یوسف لاکھوں نے دیکھا، مگر عاشق صرف زلیخا، حسن محمد آج کسی نہ دیکھا مگر عاشق کروڑوں، حضور ساری مخلوق کے محبوب ہیں، کیوں نہ ہوں کہ خالق کے محبوب ہیں۔

(۲) جس انسان کو حضور سے محبت نہ ہو وہ پتھروں سے زیادہ سخت اور جانوروں سے بھی گیا گزرا ہے۔

(۳) جب حضور پتھر کے دل کا حال جانتے ہیں کہ فرماتے ہیں احد ہم سے محبت کرتا ہے، تو انسانوں کے دل کے راز کیوں نہ جانیں، ان سے کوئی غیب چھپا نہیں۔

(۴) حضور کی بارگاہ میں عشق و محبت اور دلی کیفیت زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں وہ دل کی گہرائیوں کو جانتے ہیں، احد نے منہ سے کچھ نہ کہا۔ مگر اس کے دل کا حال حضور پر روشن تھا۔ اگر حضور انسانوں کے دلی حالات نہ جانیں تو کل قیامت میں شفاعت کیسے کریں گے جو بھی حضور سے شفاعت کی درخواست کرے تو حضور فرماویں کہ مجھے خبر نہیں تو مومن تھا یا کافر، شفاعت کیسے کروں۔ کیونکہ بعض وہ بھی ہوں گے جو بغیرہ وضو کئے فوت ہوئے ان کے چہروں پر آثار وضو کی چمک نہ ہوگی۔

(۵) تمام عبادتوں کا بدلہ جنت ہے مگر محبت مصطفوی کا نتیجہ محبت ہے کہ فرمایا احد ہم سے محبت کرتا ہے، ہم اس سے محبت کرتے ہیں، لہٰذا عشق رسول تمام عبادات سے اعلیٰ ہے کہ اس کا بدلہ جنت والا محبوب ہے۔ بخاری شریف کی ایک اور حدیث سنو اور اس سے ایمانی و عرفانی مسائل کا استنباط ملاحظہ کرو اور ایمان تازہ کرو۔

حدیث: حضور دراز گوش پر سوار جا رہے ہیں سامنے دو قبریں نمودار ہوئیں دراز گوش دو پاؤں سے کھڑا ہو گیا۔ حضور اتر پڑے اور فرمایا کہ ان قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے جسے دیکھ کر خچر گھبرا گیا۔ ان میں سے ایک تو اونٹوں کا چرواہا

تھا، جو اونٹوں کے پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرتا تھا۔ دوسرا چغل خور تھا، اس لئے عذاب قبر میں گرفتار ہوئے یہ فرما کر کھجور کی شاخ کی دو چیزیں فرما کر دونوں قبروں پر گاڑ دیں اور فرمایا کہ جب تک یہ تر ہیں، عذاب قبر میں تخفیف ہوگی۔

فوائد: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے:

(۱) حضور کی چشم مبارک کے لئے کوئی چیز آڑ نہیں، آپ پس پردہ بھی دیکھتے ہیں، دیکھو عذاب ہزاروں من مٹی کے نیچے یعنی قبر کے اندر ہو رہا ہے، مگر نگاہ پاک مصطفی ﷺ قبر کے اوپر سے ملاحظہ فرما رہی ہے۔

(۲) جس جانور پر حضور سوار ہو جاویں، اس جانور کی آنکھ سے حجاب اٹھا دیے جاتے ہیں کہ خچر نے حضور کی برکت سے قبر کا عذاب دیکھ لیا اور بھڑک گیا ورنہ ہمارے خچر دن رات قبرستان سے گزرتے ہیں، نہیں بھڑکتے، لہٰذا اگر حضور کسی ولی پر نظر کرم فرماویں تو اس کی نگاہ سے بھی غیبی حجاب اٹھ جائیں گے۔

(۳) حضور ہر شخص کے ظاہر وخفیہ اگلے پچھلے تمام اعمال جانتے ہیں کہ فرمادیا کہ ایک چغل خور تھا، دوسرا پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا، حالانکہ ان دونوں نے یہ اعمال حضور کے سامنے نہ کئے تھے لہٰذا حضور ہمارے ہر عمل سے خبردار ہیں۔

(۴) حضور عذاب الٰہی سے بچانا، عذاب دور کرانا بھی جانتے ہیں۔ گویا روحانی بیماریوں اور ان کے علاج سے خبردار ہیں، کہ ان قبر والوں کا عذاب دفع کرنے کے لئے تر شاخیں قبروں پر گاڑ کر فرمایا کہ اس سے عذاب ہلکا ہوگا۔

(۵) تر سبزہ کی تسبیح کی برکت سے مومن کا عذاب قبر ہلکا ہوتا ہے، لہٰذا اگر قبر پر تلاوت قرآن یا ذکر اللہ کیا جاوے تو میت کو فائدہ ہوگا۔ کیونکہ مومن کی تسبیح وتہلیل تر سبزہ کی تسبیح سے اعلیٰ ہے۔

(۶) اگرچہ خشک چیزیں بھی تسبیح پڑھتی ہیں وان من شیء الا یسبح بحمدہٖ (الاسراء:۴۴) مگر ان کی تسبیح سے عذاب قبر دفع نہیں ہوتا، ذکر کی تاثیر کے لئے زبان بھی تاثیر والی چاہئے، لہٰذا وہابی وغیرہ خشکوں کی تلاوت قرآن وغیرہ بے فائدہ ہے، مومن جس کے دل میں محبت مصطفیٰ کی تری وسبزی ہے اس کا ذکر تاثیر والا ہے۔

(۷) مومن کی قبر پر سبزہ پھول وغیرہ ڈالنا مفید ہے کہ اس سے قبر والے کو فائدہ ہے حضور نے سبز شاخ قبر پر لگائی اور فرمایا جب تک کہ یہ تر رہے گی تب تک عذاب میں تخفیف ہوگی۔

(۸) حلال جانور کا پیشاب نجس ہے اس سے پرہیز ضروری ہے اس کی چھینٹیں عذاب قبر کا باعث ہیں دیکھو

اونٹ حلال ہے مگر اس کی چھینٹیں عذاب کا باعث ہوئیں۔

یہاں تک تو ہم نے آپ کو اپنے حاشیہ بخاری کی کچھ سیر کرائی۔ اب ہمارے حاشیۃ القرآن کی بھی کچھ سیر کرلو، صرف ایک آیت کے فوائد عرض کرتا ہوں:

مادلھم علٰی موتہٖ الا دآبۃ الارض تاکل منساتہٗ ۝ (سباء:۱۴)

ترجمہ: جنات کو حضرت سلیمان کی وفات نہ بتلائی مگر زمین کی دیمک نے جو آپ کا عصا کھاتی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات بحالت نماز ہوئی بیت المقدس کی تعمیر ہو رہی تھی، آپ اسی طرح لکڑی کے سہارے کھڑے رہے چھ ماہ کے بعد دیمک نے لاٹھی کھالی۔ لاٹھی گرنے کی وجہ سے آپ کا جسم شریف زمین پر آ رہا۔ تب جنات جو بیت المقدس کی تعمیر کر رہے تھے، کام چھوڑ کر بھاگ گئے۔

فائدے: اس آیت اور واقعہ سے چند فائدے حاصل ہوئے:

(۱) انبیاء کرام کے اجسام وفات کے بعد گلنے یا بگڑنے سے محفوظ ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسم شریف چھ ماہ تک قائم رہا، مگر کوئی فرق نہ آیا۔

(۲) انبیاء کرام کے اجسام شریفہ کو کیڑا نہیں کھا سکتا۔ دیکھو دیمک نے حضرت سلیمان کی لاٹھی کھائی پاؤں شریف نہ کھایا لہٰذا یعقوب علیہ السلام کو یقین تھا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیے نے نہ کھایا یہ فرزند غلط کہہ رہے ہیں۔

(۳) پیغمبر کا کفن بھی گلنے میلا ہونے سے محفوظ ہے، دیکھو حضرت سلیمان کا لباس شریف ان چھ ماہ میں نہ گلا نہ میلا ہوا، ورنہ جنات کو آپ کی وفات کا پتا چل جاتا۔

(۴) انبیاء کرام بعد وفات بھی دنیاوی و دینی حاجتیں پوری کرتے ہیں۔ دیکھو حضرت سلیمان نے بعد وفات مسجد بیت المقدس کی تکمیل کرادی۔

(۵) دینی ضرورت کی وجہ سے پیغمبر کے دفن وکفن میں دیر لگا دینا سنت الٰہیہ ہے، دیکھو رب تعالیٰ نے تکمیل مسجد کے لئے حضرت سلیمان کو بعد وفات چھ ماہ تک بغیر کفن دفن رکھا، لہٰذا صحابہ کرام کا تکمیل خلافت کے لئے حضور کے کفن و دفن میں تاخیر کرنا بالکل صحیح تھا کیونکہ تکمیل خلافت تکمیل مسجد سے کہیں زیادہ اہم ہے۔

(۶) ہارٹ فیل یعنی اچانک موت اللہ کے نیک بندوں کے لئے عتاب نہیں بلکہ رحمت ہے۔ دیکھو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات اچانک ہوئی، مگر رحمت تھی۔ ہاں غافل کے لئے عذاب ہے، کہ اسے توبہ کا وقت نہیں ملتا۔

لہٰذا حدیث شریف واضح ہے۔

ایک اور آیت کریمہ کے فوائد و مسائل سنو جو ہم نے اپنے اس حاشیۃ القرآن میں بیان کئے:

اذاجآ نصر اللہ والفتحoورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاoفسبح بحمد ربكo (النصر)

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے اپنی دو خاص نعمتوں کا ذکر فرمایا اور ان کے شکریہ میں رب کی تسبیح و حمد کا حکم دیا۔ ایک تو فتح مکہ دوسرے فتح کے دن اور اس کے بعد لوگوں کا جوق در جوق فوج در فوج اسلام قبول کرنا۔

اس آیت سے حسب ذیل فائدے حاصل ہوئے:

(۱) صحابہ کرام کی تعداد دو چار یا دس بیس نہیں بلکہ ہزار ہا ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے انہیں افواج یعنی فوجیں فرمایا: دو چار آدمیوں کی فوجیں نہیں ہوتیں جیسے حضرات انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں تین سو تیرہ رسول ہیں اور چار مرسل۔ ایسے ہی صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں تین سو تیرہ بدر والے اور چار خلفاء راشدین جو کہے کہ مومن صحابہ کل چار پانچ تھے وہ اس آیت کا منکر ہے۔

(۲) فتح مکہ کے دن اور اس کے بعد ایمان لانے والوں کا ایمان رب تعالیٰ کے ہاں قبول ہوا کہ انہیں رب نے فرمایا کہ وہ اللہ کے دین میں داخل ہو گئے۔ ان کا داخل فی الدین ہو جانا قرآن سے ثابت ہوا لہٰذا ابوسفیان، ہند، عکرمہ، امیر معاویہ وغیرہ ہم رضی اللہ عنہم سچے پکے مخلص مومن ہیں۔ جو ان کے ایمان کا انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے۔

(۳) فتح مکہ کے دن ایمان والوں میں سے کوئی مرتد نہ ہوا یہ حضرات ایمان پر قائم رہے، ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا کیونکہ ان کے ایمان میں داخل ہونے کی یہ صریحی آیت موجود ہے، اسلام سے نکل جانے کی کوئی آیت نہیں۔ نیز رب تعالیٰ نے ان کے ایمان کا ذکر بطور نعمت الٰہیہ کیا۔ اگر یہ لوگ آئندہ ایمان سے نکل جانے والے ہوتے تو رب تعالیٰ بجائے تسبیح و تمجید کے حکم کے یوں فرماتا کہ محبوب ان کے ایمان کا اعتبار نہ کریں یہ لوگ پھر جائیں گے، اب جو تاریخی واقعہ ان کا کفر ثابت کرے، وہ جھوٹا ہے کہ قرآن شریف کے خلاف ہے۔

وہابیو! بولو آج تک قرآن و حدیث کے ایسے ایمان افروز عارفانہ مسائل کسی وہابی صاحب کے ذہن شریف میں

بھی آئے۔ یہ نعمت تو اللہ تعالیٰ نے مقلدوں کو ہی بخشی ہے۔تم نے صرف غلط سلط ترجمے کرنا ہی سیکھے ہیں۔

حنفی بھائیو! اگر تمہیں اس جیسے صدہا عارفانہ، عاشقانہ ایمانی مسائل دیکھنے کا شوق ہو، تو ہمارا حاشیۃ القرآن اردو اور حاشیہ بخاری انشراح بخاری عربی کا مطالعہ کرو۔

دوسرے یہ کہ قرآن وحدیث طب ایمانی کی دوائیں ہیں جب طب یونانی کی دوائیں ہر شخص اپنی رائے سے نہیں کر سکتا اگر کرے گا تو جان سے ہاتھ دھوئے گا۔ ایسے ہی قرآن وحدیث سے ہر شخص مسئلہ نہیں نکال سکتا، اگر نکالے گا تو وہابیوں کی طرح ایمان سے ہاتھ دھوئے گا۔

تیسرے یہ کہ قرآن وحدیث سمندر ہیں، جیسے سمندر سے ہر شخص موتی نہیں نکال سکتا، ایسے ہی قرآن وحدیث سے ہر شخص مسئلے نہیں نکال سکتا، تمہیں موتی سمندر سے نہ ملیں گے بلکہ جوہری کی دکان سے، ایسے ہی تمہیں مسائل قرآن وحدیث سے نہ ملیں گے، بلکہ امام ابو حنیفہ وشافعی وغیرہ ہما رضی اللہ عنہما کی دکانوں سے ملیں گے۔

چوتھے یہ کہ دنیا میں ہر شخص کسی پیشوا کا مقلد ہوتا ہے، کھانا پکانا، کپڑا سینا، پہننا غرضکہ دنیا کا کوئی کام ایسا نہیں جس میں اس کے ماہروں کی تقلید نہ کی جاوے، دین تو دنیا سے کہیں اہم ہے اگر اس میں ہر شخص بے نکیلے اونٹ کی طرح بے قید ہو کہ جس کا جس طرف منہ اٹھا، ادھر چل دیا تو دین تباہ ہو جائے گا۔ غیر مقلدوں وہابیوں کو چاہئے کہ پاؤں میں ٹوپی، سر پر جوتا ٹانگوں میں کرتہ اور کندھے پر پائجامہ پہنا کریں، کیونکہ عام لوگوں کی طرح لباس پہننے میں تقلید ہے۔ یہ ہیں غیر مقلد یہ کیا بات ہے کہ آپ ہر کام میں ہر طرح مقلد اور صرف تین چار مسئلے، قراءت خلف الامام رفع یدین وغیرہ میں غیر مقلد۔ اگر غیر مقلد ہو تو پورے بنو ہر کام انوکھا کرو، ہر بات نرالی کہو۔

پانچویں یہ کہ بظاہر احادیث میں اتنا تعارض معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ ایک مسئلہ کے متعلق جب احادیث دیکھی جاویں تو چکر آجاتا ہے اگر تقلید نہ کی جاوے، صرف حدیثیں دیکھی جاویں، تو حیرانی ہوتی ہے کہ یا اللہ کیا کریں کدھر جائیں کوئی وہابی صاحب دو رکعت نماز ایسی پڑھ کر دکھاویں، جس میں ساری حدیثوں پر عمل ہو، ایک ایک مسئلہ پر دس دس قسم کی روایتیں موجود ہیں۔ حضور وتر ایک رکعت پڑھتے تھے تین یا پانچ پڑھتے تھے، سات پڑھتے تھے، نو گیارہ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ اب غیر مقلد ایسی وتر پڑھ کر دکھاویں، کہ سب حدیثوں پر عمل ہو جاوے۔ ایک وہابی صاحب نے آمین بالجہر کی ایک حدیث پڑھی، میں نے آمین بالاخفاء کی پانچ پڑھ دیں۔ بیچارے منہ تکتے رہ گئے یہ کام مجتہد کا ہے کہ دیکھے کون سی حدیث ناسخ ہے، کون سی منسوخ، کون سی حدیث ظاہری معنیٰ پر ہے اور کون سی واجب التاویل۔ حدیث

پروہ عمل کرے۔ جو مزاج شناس رسول ہو اور راز دار پیغمبر۔ یہ مزاج شناسی راز داری ہر ایرے غیرے کا کام نہیں۔

وھابی اور حدیث

غیرمقلدوں کا اصلی نام وہابی ہے، لقب نجدی کیونکہ ان کا مورث اعلیٰ محمد ابن عبدالوہاب ہے جو نجد کا رہنے والا تھا، اگر انہیں مورث اعلیٰ کی طرف نسبت کیا جاوے تو وہابی کہا جاتا ہے اور اگر جائے پیدائش کی طرف نسبت دی جاوے تو نجدی جیسے مرزا غلام احمد قادیانی کی امت کو مرزائی بھی کہتے ہیں اور قادیانی بھی، پہلی نسبت مورث کی طرف ہے، دوسری نسبت جائے پیدائش کی طرف۔ اسی جماعت کی پیشین گوئی خود حضور انور ﷺ نے کی تھی کہ نجد کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔

هناك الزلازل والفتن ويخرج منها قرن الشيطان٥

ترجمہ: نجد میں زلزلے اور فتنے ہوں گے، اور وہاں سے ایک شیطانی فرقہ نکلے گا۔

غرض کہ اس جماعت کا بانی محمد ابن عبدالوہاب نجدی ہے اور اس کا ہندوستان میں پرورش کرنے والا اسماعیل دہلوی ہے، اس فرقہ کے حالات ہماری کتاب جاء الحق حصہ اول میں ملاحظہ فرماؤ۔ یہ لوگ عام مسلمانوں کو مشرک اور صرف اپنی جماعت کو موحد کہتے ہیں۔ مقلدوں کے جانی دشمن اور ائمہ اربعہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی امام مالک، امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہم، اجمعین کی شان اقدس میں تبرک کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث یا عامل بالحدیث کہتے ہیں، یہ لوگ پہلے تو اپنے کو فخر یہ طور پر وہابی کہتے تھے، چنانچہ ان کی بہت کتب کے نام تحفہ وہابیہ وغیرہ ہیں۔ مگر اب وہابی کے نام سے چڑتے یں، ان کے عقائد و اعمال نہایت ہی گندے، اسلام اور مسلمانوں کے دامن پر بدنما داخ ہیں، ہم یہاں اہل حدیث نام پر مختصر سا تبصرہ کرتے ہیں، تاکہ معلوم ہو، کہ ان کا نام بھی درست نہیں، مسلمانوں سے امید انصاف ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ سے امید قبول ہے۔

خیال رہے کہ دنیا میں کوئی شخص اہل حدیث یا عامل بالحدیث ہوسکتا ہی نہیں، کسی کا اہل حدیث یا عامل بالحدیث ہونا ایسا ہی ناممکن ہے، جیسے دو نقیضوں یا دو ضدوں کا جمع ہونا غیرممکن، کیونکہ حدیث کے لغوی معنی ہیں بات، گفتگو یا کلام۔ رب فرماتا ہے:

(ا) فبای حدیث بعدہٗ یؤمنون٥ (المرسلات:۵۰)

ترجمہ: قرآن کے بعد کونسی بات پر ایمان لائیں گے۔

(۲) اللہ نزل احسن الحدیث ٥ (الزمر:۲۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھا کلام نازل فرمایا۔

(۳) ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ٥ (لقمان:٦)

ترجمہ: بعض لوگ وہ ہیں جو کھیل کی باتیں وناول، قصے خریدتے ہیں، تاکہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں۔

اس تیسری شریعت میں حدیث اس کلام وعبارت کا نام ہے جس میں حضور سید عالم ﷺ کے اقوال یا اعمال اسی طرح صحابہ کرام کے اقوال واعمال بیان کئے جاویں، اس عامل بالحدیث فرقے سے سوال ہے کہ تم کونسی حدیث پر عامل ہو، لغوی پر یا اصطلاحی پر ہو۔ اگر لغوی حدیث پر عامل ہو تو چاہئے کہ ہر ناول گو قصہ خواں اہل حدیث ہو کہ وہ حدیث یعنی باتیں کرتا ہے۔ ہر سچی جھوٹی بات پر عمل کرتا ہے، اگر اصطلاحی حدیث پر عامل ہو تو پھر سوال یہ ہوگا کہ ہر حدیث پر عامل ہو یا بعض پر، دوسری بات تو غلط ہے۔ کیونکہ حضور کے کسی نہ کسی فرمان پر ہر شخص ہی عامل ہے، حضور فرماتے ہیں، کہ سچ نجات دیتا ہے جھوٹ ہلاک کرتا ہے، ہر مشرک وکافر اس کا قائل ہے، وہ سب ہی اہل حدیث ہو گئے۔ تم حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مسلمانوں کو اہل حدیث کیوں نہیں مانتے یہ تو ہزار ہا حدیثوں پر عمل کرتے ہیں، اگر اہل حدیث کے معنی ہیں، حضور کی ساری حدیثوں پر عمل کرنے والے تو یہ ناممکن ہے کیونکہ حضور کی بعض حدیثیں منسوخ ہیں، بعض حدیثوں میں حضور کے وہ خصوصی اعمال شریف بیان ہوئے جو حضور کے لئے مباح یا فرض تھے، ہمارے لئے حرام ہیں، جیسے منبر پر نماز پڑھنا اونٹ پر طواف فرمانا۔ حضرت حسین سید الشہداء خاتم آل عبا رضی اللہ عنہ کے لئے سجدہ دراز فرمانا۔ حضرت امامہ بنت ابی العاص کو کندھے پر لیکر نماز پڑھنا، نو بیویاں نکاح میں رکھنا۔ بغیر مہر نکاح ہونا ازواج میں عدل ومہر واجب نہ ہونا۔ بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کلمہ یوں پڑھتے تھے لآ الٰہ الا اللہ انی رسل اللہ الخ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، یہ حضرات اسی حدیث پر عمل کرکے اس طرح کا ورد نہیں کر سکتے، غرضکہ حدیث میں حضور ﷺ کے ایسے اقوال واعمال بھی ذکر ہیں جو حضور کے لئے کمال ہیں، ہمارے لئے کفر۔

اسی طرح حضور ﷺ کے وہ افعال کریمہ جو نسیان یا اجتہادی خطا سے سرزد ہوئے حدیث میں مذکور ہیں، عامل بالحدیث صاحبان کو چاہئے کہ ان پر بھی عمل کیا کریں۔ ہر حدیث پر جو عامل ہوئے بہرحال کوئی شخص ہر حدیث پر عمل نہیں کرسکتا جو اس معنی سے اپنے کو اہل حدیث یا عامل بالحدیث کہے۔ وہ غلط کہتا ہے۔ جب نام ہی جھوٹ ہے تو اللہ

کے فضل سے کام بھی سارے کھوٹے ہی ہوں گے،اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الرشدین o

ترجمہ: لازم پکڑ و میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو۔

یہ نہ فرمایا کہ میری حدیث کو لازم پکڑو، کیونکہ ہر حدیث لائق عمل نہیں، ہر سنت لائق عمل ہے۔حضور کے وہ اعمال طیبہ جو منسوخ بھی نہ ہوئے ہوں، حضور سے خاص بھی نہ ہوں، خطاً یا نسیاناً بھی سرزد نہ ہوں، بلکہ امت کے لئے لائق عمل ہوں، انہیں سنت کہا جاتا ہے۔لہٰذا ہمارا نام اہل سنت بالکل حق و درست ہے کہ ہم بفضلہٖ تعالیٰ حضور کی ہر سنت پر عامل ہیں۔مگر وہابیوں کا نام اہلحدیث بالکل غلط ہے، کہ ہر حدیث پر عمل ناممکن۔

اب حدیثوں کی یہ چھانٹ کہ کون سی حدیث منسوخ ہے کون سا حکم کون سی حدیث حضور کے خصائص میں سے ہے،کون سی سب کی اتباع کے لئے،کون سا فعل شریف اقتداء کے لئے ہے،کون سا نہیں،کس فرمان کا کیا منشا ہے،کس حدیث سے کیا مسئلہ صراحۃً ثابت ہے اور کون سا مسئلہ اشارۃ کوسا دلالۃ کون سا اقتضاء یہ سب کچھ امام مجتہد ہی بتا سکتے ہیں۔ہم جیسے عوام وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔جیسے قرآن پر عمل کرانا حدیث کا کام ہے ایسے ہی حدیث پر عمل کرانا امام مجتہد کا کام۔یوں سمجھو کہ حدیث شریف رب تک پہنچنے کا راستہ ہے اور امام مجتہد اس راستہ کا نور، جیسے بغیر روشنی راہ طے نہیں ہوتا، بغیر امام و مجتہد حضور کی سنتوں پر عمل ناممکن ہے۔اسی لئے علماء فرماتے ہیں۔

القراٰن والحدیث یضلان الا بالمجتهد o

ترجمہ: بغیر مجتہد قرآن وحدیث گمراہی کا باعث ہیں۔

رب تعالیٰ قرآن کریم کے متعلق فرماتا ہے:

یضل بہٖ کثیرا ۙ ویھدی بہٖ کثیرا o (بقرہ:۲۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قرآن کے ذریعہ بہت کو ہدایت دیتا ہے اور بہت کو گمراہ کر دیتا ہے۔

چکڑالوی اس ہی لئے گمراہ ہیں، کہ وہ قرآن شریف بغیر حدیث کے نور کے سمجھنا چاہتے ہیں، براہ راست رب تک پہنچنا چاہتے ہیں، وہابی غیر مقلد اسی لئے راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں کہ یہ حدیث کو بغیر علم کی روشنی اور بغیر امام مجتہد کے نور کے سمجھنا چاہتے ہیں، مقلدین اہل سنت کا انشاء اللہ بیڑا پار ہے کہ ان کے پاس کتاب اللہ بھی ہے، سنت رسول اللہ بھی اور سراج امت امام مجتہد کا نور بھی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اہل حدیث بننا ناممکن اور جھوٹ ہے، اہل سنت بننا حق و درست ہے۔ اہل سنت وہ ہی ہو سکے گا جو کسی امام کا مقلد ہوگا، قیامت میں رب تعالیٰ بھی اپنے بندوں کو اماموں کے ساتھ پکارے گا۔ رب فرماتا ہے:

یوم ندعوا کل اناس بامامھم o (بنی اسرائیل:۷۱)

ترجمہ: اس دن ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

خیال رکھو کہ قرآن و سنت کا سمندر ہم مقلد بھی عبور کرتے ہیں، اور غیر مقلد وہابی بھی۔ لیکن ہم تقلید کے جہاز کے ذریعہ جس کے ناخدا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی ذمہ داری پر سفر کر رہے ہیں، غیر مقلد وہابی خود اپنی ذمہ داری پر اس سمندر میں چھلانگ لگا رہے ہیں۔ انشاءاللہ مقلدوں کا بیڑا پار ہے، اور وہابیوں کا انجام غرقابی ہے۔

آخر میں ہم اہل حدیث حضرات سے پوچھتے ہیں کہ اسلام کی پہلی عبادت نماز ہے، براہ مہربانی آپ احادیث صحیحہ کی روشنی میں بتادیں کہ فرض، واجب، سنت، مستحب، مکروہ تحریمی اور حرام میں کیا فرق ہے۔ اور نماز میں کتنے فرض ہیں، کتنے واجب، کتنی سنتیں، کتنے مستحبات، کتنے مکروہ تنزیہی، کتنے مکروہ تحریمی اور کتنے حرام۔ انشاءاللہ تا قیامت یہ تمام مسائل یہ حضرات حدیث سے نہیں بتا سکتے۔ حالانکہ دن رات اس مسائل سے واسطہ ہوتا ہے۔ تو دوستو ضد کیوں کرتے ہو، تقلید اختیار کرو۔ جس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ کتاب یکم رمضان ۱۳۷۶ھ، اپریل ۱۹۵۷ء بروز دوشنبہ کو شروع ہو کر ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ یکم جولائی ۱۹۵۷ء بروز دوشنبہ یعنی دو ماہ دو دن میں اختتام کو پہنچی۔ رب تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ اسے قبول فرمائے۔ میرے لئے کفارۂ سیئات اور صدقہ جاریہ بنائے۔ مسلمانوں کے لئے اسے نافع بنائے۔ جو کوئی اس کتاب سے فائدے اٹھائے وہ مجھ بے کس گناہگار کے لئے حسن خاتمہ اور معافی سیئات کی دعا کرے کہ اس ہی لالچ میں میں نے یہ محنت کی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ ونور عرشہٖ سیدنا محمد و آلہ اصحٰبہٖ اجمعین اٰمین

برحمتك یا ارحم الراحمین o

احمد یار خان اشرفی بدایونی

۲ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ دوشنبہ مبارک یکم جولائی ۱۹۵۷ء

سرپرست مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات (مغربی پاکستان)